تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریکِ خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۶ تا ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

دورِ خلافت

(حکیم مطیع الرحمن قریشی)

عنقریب اسلام میں ایسی خلافت آئے گی
ہر طرف امن و امان و چین و راحت آئے گی

آئے گا روحانیت کی سلطنت کا دور اب
برٹش و امریکہ کے ازموں کی شامت آئے گی

ہو گی آخر روح اور مادے کی ٹکر ایک روز
غرب کی مادہ پرستی پر قیامت آئے گی

دین حق کی سربلندی کا زمانہ آئے گا
دیکھنا! اسلام کی اب شان و شوکت آئے گی

متحد ہو جائیں گے دنیا کے سارے کلمہ گو
﴿ انتم الاعلون ﴾ قرآنی بشارت آئے گی

ساری دنیا دیکھے گی ختم الرسل کا معجزہ
غیب کے پردے سے حق کی فتح و نصرت آئے گی

ہو رہے ہیں آسمانوں پر ترے کچھ فیصلے
تیرے ہاتھ ارض و سما کی پھر قیادت آئے گی

سربکف میداں میں اتریں گے فدایانِ رسولؐ
ان کے دل میں ایسی اِک لہر شہادت آئے گی

عظمت وارفتہ حاصل ہو گی پھر اسلام کو
شرع کے قانون کی اب پھر سیادت آئے گی

موت اپنی خود مریں گی طاقتیں "طاغوت" کی
غیب سے "نصر من اللہ" کی جو طاقت آئے گی

سب مسلمان یورپی تہذیب کے تابوت میں
ٹھونک دیں گے کیل، ان میں ایسی طاقت آئے گی

طارق و ایوبی کا منظر دکھا دوں گا تمہیں
شعر کہنے کی مطیع کو جب بھی دعوت آئے گی

اس شمارے میں

☆ گفت و شنید 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 3
☆ زلزلے : قیامت کی نشانی 5
☆ گوشہ سیرت 6
☆ سائنس کارنر 7
☆ غیبت کے معاشرتی نقصانات 9
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل 10
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

جہاد تلوار اور بندوق کے بغیر بھی ہوتا ہے

ہمیں دین کا کام منہاج نبوتؐ کے مطابق کرنا چاہئے

ہم سیاسی جدوجہد میں ارتقا کر رہے ہیں' اس ارتقائی عمل کو جاری رہنا چاہئے

کشمیر کے مسئلے کو اتنا جذباتی بنا دیا گیا ہے کہ اس پر اگر معقول بات بھی کی جائے تو اسے جرم سمجھا جاتا ہے

جنگ سنڈے میگزین (۲ جولائی ۲۰۰۰ء) میں شائع شدہ مولانا فضل الرحمٰن کے انٹرویو سے چند اقتباسات

مولانا فضل الرحمٰن جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ بھی ہیں اور ملک کے مشہور و معروف مذہبی و سیاسی رہنما بھی۔ مولانا اور ان کی جماعت پاکستان کی دیگر مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرح میدان سیاست کے "انتخابی اکھاڑے" میں گذشتہ نصف صدی سے اپنا "زور" دکھانے کی کوشش کرتی رہی ہے مگر ان جماعتوں کو وہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی' جس کی ان جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں کو توقع تھی۔ مذہبی سیاسی جماعتوں نے انتخابی سیاست سے "ناک آؤٹ" ہونے کے بھرپور خطرے کے پیش نظر ۱۹۹۷ء کے انتخابات کا اعلانیہ اور غیر اعلانیہ بائیکاٹ کر دیا۔ انتخابی سیاست سے از خود اور غیر علانیہ علیحدگی کے بعد ان جماعتوں کے جملہ رہنماؤں کی سیاست کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔ اس نظریہ و خیال کے مظہر و عکاس زیر نظر انٹرویو کے اہم حصے روزنامہ جنگ کے شکریہ کے ساتھ قارئین ندائے خلافت کی نذر کئے جا رہے ہیں۔ قارئین مولانا فضل الرحمٰن کے خیالات کی روشنی میں تبصرہ کرنا چاہیں تو ندائے خلافت میں ایسی تحریروں کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ (ادارہ)

مولانا نے فرمایا: جہاد کا مطلب ہے کوشش کرنا' اور کوشش انسانی استطاعت کے مطابق ہوا کرتی ہے لہٰذا اپنے حق' نصب العین' اہداف اور مقصد کے لئے کوئی ایک فرد' گروہ یا کوئی ایک جماعت حسب استطاعت کوشش کر رہی ہو تو اسے "جہاد" کہتے ہیں لیکن اس سلسلے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اللہ کا حکم کیا ہے؟ انسانوں کے اندر دو گروہ پائے جاتے ہیں ایک اللہ کی نیابت کرنے والا جو اس کا "خلیفہ" کہلاتا ہے۔ دوسرا گروہ اللہ کا باغی کہلاتا ہے۔ یہ گروہ دراصل اللہ سے جنگ کرتا ہے اور زمین پر اس کے حکم کو مٹانا چاہتا ہے اس صورت میں اللہ کے "خلیفہ" کا یہ فرض بن جاتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے لڑے اور یہ لڑائی دعوت کے میدان سے شروع ہو کر جنگ کے میدان تک جاری رہتی ہے۔ اول تو دعوت کے ذریعے گمراہی کی اس فکر کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے لیکن اگر کفر اتنا طاقتور ہو جائے کہ وہ طاقت کی بنیاد پر اللہ کے حکم کو مٹانے کی کوشش کرے تو پھر وہاں ہے کہ "تم بھی اپنی طاقت کو بڑھاؤ جہاں تک بڑھا سکو۔" اور یہ طاقت اس لئے نہیں ہے کہ آپ نے اس طاقت کی بنیاد پر لڑنا ہے بلکہ اس لئے کہ اللہ کا دشمن تم سے خوف کھائے اور اللہ کے دین کے خلاف طاقت استعمال کرنے سے گریز کرے۔ جب کفر جارحانہ انداز اختیار کرتا ہے تو اس وقت اللہ کی نیابت اور حق کا ساتھ دینے والے میدان جنگ میں اترتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق جس طرح دوسری قوموں کو حاصل ہے اسی طرح ایک مسلمان کو بھی حاصل ہے۔

☆ پاکستان میں اسلام نہیں ہے۔ پاکستان کے حکمران اسلام کے باغی ہیں۔ وہ (اسلام کے خلاف) خروج کر چکے ہیں البتہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس مسلح قوت نہیں ہے اور ویسے بھی ہم ملک کے لئے ہر قیمت پر مسلح قوت کو مفید بھی نہیں سمجھتے۔ ہم سیاسی جدوجہد میں ارتقاء کر رہے ہیں اور اس ارتقائی عمل کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں حکمرانوں کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم پاکستان کے سابق حکمرانوں کو مجرم سمجھتے ہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہم نے اس ملک کو اسلام کے راستے پر لانے کے لئے حسب استطاعت راستہ اختیار کیا ہے۔ ہم نے طاقت کا استعمال نہیں کیا ایسی جماعت نہیں بنائی کہ آؤ میدان میں لڑو آپ لوگوں کے ذہن میں جہاد کا تصور تلوار اور بندوق کے اٹھانے کا ہے حالانکہ جہاد تلوار اور بندوق کے بغیر بھی ہوتا ہے۔

☆ طالبان ۲۰ سال سے جہاد کر رہے ہیں ان کا اپنا معاشرہ ہے۔ ان کے ساتھ ایک کاز کی حد تک تو موافقت ہو سکتی ہے یہ کہنا کہ جس طرح وہ کر رہے ہیں اسی طرح پاکستان میں اسلام آ جائے تو یہ شاید ایک خواہش ہوگی اس کا حقیقت سے تعلق نہیں ہوگا ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں عوام کی قوت سے تبدیلی لائی جائے' عوام کے شعور کو بیدار کیا جانا چاہئے' انہیں یہ بتانا چاہئے کہ پچاس سال تک ان کے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے' جن لوگوں کو عوام نے وڈیرا' خان' سردار' بیوروکریٹ' سرمایہ دار' جاگیردار سمجھ کر اقتدار بخشا اس نے آپ کو کیا دیا ہے؟

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں جہاد کے خلاف نہیں ہوں لیکن کشمیر پر ہم لڑ رہے ہیں اس پر نظرثانی کی گنجائش ہے۔

☆ نظرثانی کیسے ہو ــــ یہ ابھی نہیں کہا جا سکتا لیکن ہمیں اس انداز سے ضرور سوچنا ہوگا کہ کیا کشمیر کے اندر جو نوجوان قربانیاں دے رہے ہیں ان کے نتیجے میں ہم کشمیر حاصل کر سکیں گے یا کشمیریوں کی خواہشات کے مطابق ہم انڈیا کو مذاکرات پر مجبور کر لیں گے۔ اس پر ہمیں نظرثانی کی ضرورت پڑے گی۔ مشکل یہ ہے کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی کمزوری ہے تو میں اس کمزوری کا بھی اعتراف کروں گا کہ ہم نے اس مسئلے کو اتنا جذباتی بنا دیا ہے کہ اس مرحلے پر اگر کوئی معقول بات کرتا ہے تو اس کو مجرم سمجھا جاتا ہے لہٰذا ایسی صورتحال پیدا کر دی جائے جو موجودہ صورتحال سے ذرا مختلف ہو اگر یہ معقول صورتحال ہے تو اس پر سوچنا جرم قرار نہ دیا جائے۔ بہرحال ہمیں مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

☆ یہ بات ۱۹۵۱ء میں بھی کی گئی تھی کہ علماء کے پاس اسلام کے حوالے سے کوئی متفقہ پروگرام نہیں ہے

(باقی صفحہ ۸ پر)

اصغر خان صاحب! مؤرخ آپ کے اس جرم کو کبھی معاف نہیں کرے گا

پاکستان کے نام کے ساتھ "اسلامی" کا لفظ ختم کرنا اس کی نظریاتی سرحدوں پر حملے کے مترادف ہے

پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا مشورہ دینے والے کان کھول کر سن لیں کہ اس کی منزل صرف اور صرف اسلام ہے

ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ جو شخص کسی جگہ سے منتخب بھی نہ ہو سکتا ہو وہ اقتدار کے خواب دیکھتا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

تجزیہ

مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا یہ المیہ ہے کہ اس کے سیاست دانوں کو جب عوام مسترد کر دیتے ہیں' یا کسی وجہ سے اقتدار سے محروم کر دیئے جاتے ہیں تو یہ حضرات خود پاکستان یا اس کی اسلامی اساس کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دیتے ہیں۔ بے نظیر اقتدار سے محروم ہوئیں تو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر طعن کرنے لگیں۔ علاوہ ازیں بھارت اور پاکستان کے درمیان برلن دیوار گرانے کی باتیں کرنے لگیں۔ نواز شریف اقتدار سے الگ ہوئے تو کارگل کے مسئلہ پر بھارت کے پروپیگنڈا کے عین مطابق افواج پاکستان کو بر سرعام لعن طعن کرنے لگے۔ ولی خان اینڈ کمپنی سے اگرچہ گلہ کرنا بیکار ہے لیکن ان کے صوبائی سیکرٹری جنرل فرید طوفان کا یہ بیان کتنا عجیب اور حیران کن ہے کہ ایسے پاکستان کو آگ لگا دینی چاہئے جس میں پشاور میں گندم کی قیمت زیادہ اور پنجاب میں کم ہو۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ کتنی اشیاء ایسی ہیں جو پشاور میں سستی اور پنجاب میں مہنگی ہیں۔ بازہ کلچر تو دریافت ہی سرحدی علاقہ کی ہے اور پنجاب کے بازہ کلچر کو قبول کرنے سے پشاور اور سرحدی علاقوں میں جس قدر خوشحالی آئی ہے وہ بیان کی محتاج نہیں ہے۔

ہم اس وقت پاکستان کے حوالے سے سیاست دانوں کے تکلیف دہ بیانات پر اپنا تبصرہ اور رد عمل مؤخر کرتے ہیں' البتہ ایئر مارشل (ر) اصغر خان جنہوں نے یہ کہہ کر کہ "پاکستان کے نام کے ساتھ اسلامی کا لفظ ختم کر دیا جائے" پاکستان کی نظریاتی سرحد پر شرمناک حملہ کیا ہے۔ لہٰذا ان سے فوری طور پر دو دو ہاتھ کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے کہ ہم اصغر خان پر واضح کریں کہ اسلام پاکستان کے جسد کے لئے بمنزلہ روح ہے۔ روح پرواز کر جائے تو جسد مٹی کا ڈھیر ہے' بلکہ بد تر ہے' اس لئے کہ بے روح جسد بدبو سے فضا مکدر دیتا ہے۔ ہم اصغر خان صاحب کی ۳۵ سالہ سیاسی زندگی کا جائزہ لیں گے تاکہ قارئین جان سکیں کہ اصغر خان جو بد ترین سطح پر احساس کمتری کا شکار ہو کر جو اول فول بک رہے ہیں اس کا پس منظر کیا ہے۔

ایئر مارشل اصغر خان ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ سے پہلے فضائیہ کے سربراہ کی حیثیت سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ اور یہ جنگ ایئر مارشل نور خان کی سربراہی میں لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں فضائیہ کی کارکردگی چونکہ لائق تحسین تھی' قوم نے حسب معمول فراخ دلی کے ساتھ فضائیہ کو خراج تحسین پیش کیا' البتہ یہ افواہ سارے ملک میں پھیل گئی کہ نور خان تو نئے نئے فضائیہ کے سربراہ بنے تھے' اصل جنگ سابق سربراہ اصغر خان کی قیادت میں لڑی گئی ہے' مزید یہ کہ جنگ میں فضائیہ کی اعلیٰ کارکردگی درحقیقت سابق سربراہ کی محنت اور جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ وقت کی حکومت نے دبے دبے الفاظ میں اس افواہ کی تردید بھی کی لیکن قوم نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں ایئر مارشلز کو قومی ہیرو کا درجہ دیا' بلکہ سچ پوچھئے تو نور خان سے کسی قدر زیادتی ہو گئی' اصغر خان کا نام زیادہ اُچھل گیا اور وہ بڑے ہیرو بن کر سامنے آئے۔ اس وقت کون جانتا تھا کہ قوم سے کتنی بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ اتنا اظہار محبت اور اس قدر تعریف و توصیف کے مقابلے میں اصغر خان کا ظرف بہت ہی چھوٹا نکلا۔ آج ۳۵ سال گزر چکے ہیں لیکن وہ خود کو پاکستان کا ٹھیکے دار سمجھتے ہیں۔ سیاست میں قدم رکھتے ہی وہ چاہتے تھے کہ قوم ہاتھ باندھ کر اور اقتدار پلیٹ میں رکھ کر انہیں پیش کر دے کیونکہ پاکستان میں اقتدار صرف اور صرف ان کا حق ہے' لیکن یہ قوم مزاج کی عجیب واقع ہوئی ہے۔ ایئر مارشل (ر) اصغر خان نے زندگی میں کئی ناموں سے کئی سیاسی جماعتیں بنائیں' یہاں تک کہ تنگ آ کر تحریک استقلال بنا ڈالی' مگر مجال ہے جو قوم نے ان کی کسی جماعت کو گھاس ڈالی ہو۔ اصغر خان جو آج تک قومی اسمبلی کا ایوان اندر سے نہیں دیکھ سکے' حالانکہ بھٹو کی نقل کرتے ہوئے بیک وقت کئی حلقوں سے انتخابات میں حصہ لیتے رہے۔ ایک مرتبہ ۱۹۷۷ء میں پاکستان قومی اتحاد کے کندھے پر سوار ہو کر ایک حلقہ سے منتخب ہوئے لیکن ایسے منحوس ثابت ہوئے کہ اس اسمبلی کا ایک بھی باقاعدہ اجلاس نہ ہو سکا اور انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو پروان چڑھانے کے جرم میں امریکہ بھٹو کی جان کا دشمن ہو گیا تھا۔ وہ اس وقت بھٹو کے ہر دشمن کی پیٹھ تھپک رہا تھا۔ اصغر خان کی پشت پر بھی دست شفقت رکھا گیا۔ اس پشت پناہی پر اصغر خان اپنا توازن کھو بیٹھے اور اپنا اقتدار مشیت ایزدی کا فیصلہ سمجھنے لگے۔ وہ اسلام پسندوں اور مولویوں کے بارے میں انتہائی نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن بھٹو کو راستے سے ہٹانے کے لئے مولانا مفتی محمود کی قیادت میں الیکشن میں حصہ لیا اور تحریک بھی چلائی۔ بھٹو اور پی این اے کے درمیان مذاکرات کامیاب ہو گئے تھے اور معاملہ خوش اسلوبی سے نمٹا لیا گیا تھا لیکن اکیلے اصغر خان نے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور فوج کو بھٹو کی حکومت کے خلاف کاروائی کی تحریری دعوت دے ڈالی۔ آنے والے وقت میں مؤرخ اصغر خان کے اس جرم کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اصغر خان انتہائی احمقانہ انداز سے اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ

چونکہ امریکہ کے پسندیدہ بلکہ چنیدہ ہیں لہٰذا فوج اقتدار پر قبضہ کر کے پاکستان کی حکومت اصغر خان کے قدموں میں ڈال دے گی۔ اصغر خان نہیں جانتے تھے کہ امریکہ کو ہدف حاصل کرنے سے مطلب ہوتا ہے۔ اسے ضیاء الحق کی صورت میں اصغر خان سے کہیں زیادہ مفید اور بہتر آلۂ کار مل گیا اور بھٹو کو نہ صرف مضبوط کرسی بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ اس پر اصغر خان ضیاء الحق کو اپنا حریف گردانتے ہوئے ان سے اُلجھ پڑے۔ اس وقت سے لے کر آج تک اصغر خان ہر وقت امریکہ کو خوش کرنے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ کبھی پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر تنقید کرتے ہیں، کبھی افواج پاکستان کو رگیدتے رہے ہیں اور اب امریکہ کی اسلام دشمنی کو بھانپتے ہوئے پاکستان اور اسلام کی قطع تعلقی چاہتے ہیں۔ اصغر خان کو کون سمجھائے کہ امریکہ یہ سب کچھ چاہتا ضرور ہے مگر وہ پاکستان میں ایسے شخص کو برسرِاقتدار لانے کی حماقت کیسے کرے جس کے اندازِ سیاست اور رلایعنی باتوں پر سنجیدہ سے سنجیدہ لوگ بھی ہنسی ضبط نہیں کر پاتے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو شخص خود منتخب نہیں ہو سکتا ملک پر حکمرانی کے خواب دیکھتا رہتا ہے۔ کبھی ضیاء الحق کی حکومت کو فوجی حکومت کی بنا پر چیلنج کرتا ہے اور کبھی مشرف حکومت کو اپنا قابل صاحبزادہ پیش کرتا ہے۔

اب آیئے اصغر خان صاحب کو بتائیں کہ اسلام اور پاکستان کا آپس میں کیا تعلق ہے اور پاکستان استحکام ہی کے لئے نہیں بلکہ اپنے وجود اور اپنی بقاء کے لئے کس طرح اسلام کا محتاج ہے۔ اصغر خان صاحب فرماتے ہیں "سیکولرزم کی بات چھوڑیں، میں قائداعظم کے پاکستان کی بات کرتا ہوں"۔ جبکہ قائداعظم فرماتے ہیں :

"ہم پاکستان اس لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ عہد حاضر میں اسلامی اخوت ومساوات وحریت کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں"۔

ایسی واضح اور جارحانہ بات کے بعد کوئی بات باقی رہ جاتی ہے کہ ہم پوچھیں کہ قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے۔ ایک جلسہ عام میں نواب بہادر یار جنگ تقریر کر رہے تھے، زور دے کر فرمانے لگے "ہم پاکستان اسلام کے عملی نفاذ کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں" یہ کہہ کر کرسی صدارت کی طرف رُخ کیا اور قائداعظم سے پوچھا کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں؟ قائداعظم نے میز پر مکہ مار کہا کہ ہاں آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اگر اپنی کج ذہنی اور کج دلی مانع نہ آئے تو کون نہیں جانتا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے بار بار واضح کیا کہ حصول پاکستان کا مطلب صرف یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمان اپنی زندگی اسلامی طرز پر گزار سکیں۔ سیکولر ذہن رکھنے والے لوگ قائداعظم کی ۱۱/ اگست والی تقریر کو لے بیٹھے ہیں، حالانکہ وہ خاص پس منظر میں کی گئی تھی، اور یہ لوگ اس کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست کے قیام کے لئے نہیں بلکہ محض مسلمانوں کے ایک ملک کی حیثیت سے بنا تھا۔ بہرحال اس دلیل کو اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے علیحدگی اگر مذہب ہی کی بنیاد پر اختیار کی تھی تو اس مذہب کو پاکستان میں بنیادی اور مرکزی حیثیت لازماً حاصل ہونی چاہئے۔

آخر میں ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اصغر خان نے اقتدار کو جس طرح زندگی و موت کا مسئلہ بنا لیا ہے، اور جب بھی انہیں اپنے نقطۂ نظر سے کوئی اچھی خبر ملتی ہے تو وہ اپنا توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ ریٹائرڈ جسٹس وحید الزمان صدیقی کی تحریک استقلال میں شمولیت نے بھی انہیں اسی صورت حال سے دوچار کیا ہے۔ سابق جج صاحب نے بھی "اسلامی" کے لفظ سے اعلان براءت کا پاکستان کو مشورہ دیا ہے اور اپنی اصول پسندی کا یہ عالم ہے کہ جب شرعی عدالت میں ذمہ داری سونپی گئی تو اس سے بھی انکار نہیں کیا۔ اگر آپ کا اسلام سے اتنا ہی بعد تھا تو شرعی عدالت میں جانے سے انکار کیوں نہیں کیا؟ محض اس لئے کہ کرسی برقرار رہے گی تو مراعات وغیرہ سے مستفید ہوتا رہوں گا؟

ایسی ذہنیت کے حامل لوگوں کو اسلام کب وارہ کھا سکتا ہے، لیکن پاکستان میں تمام لادینی عناصر جمع خاطر رکھیں۔ پاکستان کا مستقبل صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اب اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف بڑھنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ ہم خود برضا و رغبت اس کی طرف بڑھیں یا وقت کا جبر ہمیں اس طرف دھکیل دے۔ پاکستان کی منزل ہر حالت میں صرف اور صرف اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی قوتوں کو مجتمع ہونے اور صحیح نہج اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

ہدایات برائے شرکاء

مبتدی و ملتزم تربیت گاہ تنظیم اسلامی

بمقام : میاندم، سوات (از ۲۳ تا ۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء)

① رفقاء اپنے ہمراہ بستر، نوٹ بک اور دیگر ضروریات کا سامان لے کر آئیں۔

② تربیت گاہ تک پہنچنے کے لئے درج ذیل ہدایات پیش نظر رکھیں :

ا) جہاں کہیں سے بھی روانہ ہو مینگورہ سوات کو پہلی منزل بنائیں۔

ب) مینگورہ سوات پہنچ کر دوسری سواری میاندم کے لئے لینی ہوگی جو کہ بس سٹینڈ کے اندر واقع شاہد فلائنگ کوچ سٹینڈ سے ملے گی۔ یہ سواری براہِ راست مقام تربیت گاہ میاندم تک لے کر جائے گی اور یہ سواری مغرب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک دستیاب ہوگی۔ میاندم تک کا سفر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا ہے۔

ج) اگر یہ گاڑی نہ ملے اور مغرب کے لگ بھگ کا وقت ہو تو آپ کالام یا بحرین جانے والی کوچ پر سفر کریں اور فتح پور چوک پر اتر جائیں۔ جہاں سے سڑک میاندم کے لئے علیحدہ ہو جاتی ہے۔

③ فتح پور چوک پر رات ۹ بجے تک (مورخہ ۲۳ جولائی ۲۰۰۰ء کو) تنظیم اسلامی حلقہ سرحد کی گاڑی ایسے مسافروں کے انتظار میں ہوگی۔

④ تربیت گاہ میں شرکت کے لئے آنے والے رفقاء سے گزارش ہے کہ عصر سے پہلے پہلے مقام تربیت گاہ پہنچ جائیں تاکہ زحمت اور پریشانی سے بچ سکیں۔

المعلن : میجر (ر) فتح محمد، امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد

زلزلوں کی بہتات : قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی

تحریر : سلمان راشد   اخذ و ترجمہ : حافظ ندیم الحسن

جریدہ Discover کے ایک مضمون کے مطابق 1950ء کے مقابلے میں قدرتی آفات کی تعداد (جن میں زلزلے اور طوفان باد و باراں وغیرہ شامل ہیں) تقریباً چار گنا بڑھ چکی ہے۔

احادیث مبارکہ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قیامت کے آنے کی تمام چھوٹی چھوٹی علامات ظاہر ہو چکی ہیں۔ درج ذیل حدیث اور دنیا میں پچھلے 20 سالوں میں زلزلوں کی تفصیل اس سلسلے کی ایک کھلی نشانی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

"جب تک زیادہ تعداد میں زلزلے نہیں آئیں گے اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی"۔ (صحیح بخاری)

پچھلے بیس سالوں میں دنیا میں چند زلزلوں کی تفصیل درج ذیل ہے :

نام ملک و شہر	تاریخ	تعداد ہلاکت	نام ملک و شہر	تاریخ	تعداد ہلاکت
جکارتہ	5جون2000ء	58 افراد	تائیوان	21ستمبر1999ء	2000 افراد
ترکی	17/اگست1999ء	1700 افراد	کولمبیا	25جنوری1999ء	1170 افراد
جنیوا	17جولائی1998ء	2100 افراد	افغانستان	30مئی1998ء	4000 افراد
افغانستان	4فروری1998ء	4500 افراد	ایران	10مئی1997ء	1560 افراد
ایران	28فروری1997ء	1000 افراد	روس	28مئی1995ء	1989 افراد
جاپان	17جنوری1995ء	6430 افراد	کولمبیا	6جون1994ء	1000 افراد
انڈیا	30ستمبر1993ء	10000 افراد	انڈونیشیا	12دسمبر1992ء	2200 افراد
انڈونیشیا	120کتوبر1991ء	1600 افراد	پاکستان، افغانستان	یکم فروری1991ء	1600 افراد
فلپائن	16جولائی1900ء	1200 افراد	ایران	21جون1990ء	35000 افراد
سوویت یونین	7دسمبر1988ء	25000 افراد	ایکواڈور	5مارچ1987ء	1000 افراد
ایل سلواڈور	10/اکتوبر1986ء	1500 افراد	میکسیکو	19ستمبر1985ء	9500 افراد
ترکی	30اکتوبر1983ء	1300 افراد	یمن	13دسمبر1982ء	3000 افراد
ایران	11جولائی1981ء	1027 افراد	اٹلی	23نومبر1980ء	2735 افراد
الجزائر	10/اکتوبر1980ء	2590 افراد			

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے :

﴿ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۝ ﴾ (البقرہ : ۲۲۱)

"اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور دکھلاتا ہے لوگوں کو نشانیاں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں"۔

یہ علامات اور ان کا مکمل ہونا دراصل ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت ہیں تاکہ ہم حقیقت کو پورے دلی یقین کی ساتھ سمجھیں اور اس سیدھے راستے کی طرف واپس پلٹ آئیں جس کی طرف آسمانی کتابوں اور انبیاء کرام علیہم السلام نے رہنمائی کی ہے۔ یہ علامات دراصل اس اٹل ملاقات کی یاددہانی کراتی ہیں جو ہم نے اپنے خدا سے لازماً کرنی ہے۔

آئیں ہم سب اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اپنا ریکارڈ پیش کرنے کی کیا تیاری کی ہے۔ ہم میں سے کئی مسلمان اس غلط تصور کو اپنائے ہوئے ہیں کہ (صرف زبان سے) ہمارا کلمہ پڑھنا ہی ہمیں جہنم میں جانے سے بچالے گا۔ لیکن دراصل اللہ کا انعام یعنی جنت جو واقعتاً انسانی تصورات و خیالات سے زیادہ خوبصورت ہے ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو صرف زبان سے اسلام کی خدمت کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے لوگوں کو اندھیروں میں بھٹکتا چھوڑ دے گا جنہوں نے اس کے فرامین (احکامات) کو اس دنیا میں فراموش کر دیا تھا۔

عزیزو! یہ دنیا ہمیں مسلمان کے طور پر قبول کر سکتی ہے اور ہم خود بھی اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں چاہے ہم کبھی نماز نہ پڑھیں، روزہ نہ رکھیں۔ زکوٰۃ نہ دیں اور چاہے ہم گناہوں سے پُر زندگی بسر کر دیں یعنی جھوٹ، چوری، دھوکہ دہی اور لوٹ مار میں اپنے آپ کو مگن رکھیں اور یہ سمجھیں کہ ہم کلمہ گو مسلمان ہیں تو ہمیں جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔ ہمارے اس زبانی اقرار کلمہ کو جسے ہم نجات دہندہ سمجھتے ہیں ہماری گردنوں میں طوق کی طرح ڈال دے گا اور بلکہ ہمیں دوسروں کے مقابلے میں دگنا بلکہ تین گنا زیادہ سزا دے گا کیونکہ حقیقت ہمارے سامنے روز روشن کی طرح عیاں تھی اور ہم پھر بھی غفلت میں ڈوبے رہے۔ ہم سب کو یہ دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں ناسمجھی اور خود کو دھوکا دینے سے محفوظ رکھے اور اس میں اپنی رہنمائی اور لامحدود رحم و کرم سے نوازے۔ (آمین)

حقیقی ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ غلبۂ دین حق

تحریر : حافظ محمد اشرف

انسان روح و بدن سے مرکب ہے۔ ہر دو کے اپنے اپنے مطالبات اور تقاضے ہیں۔ اپنی اپنی احتیاجات اور آرزوئیں ہیں۔ بھوک اور پیاس کی شدت جیسے انسان کو بے قرار کر دیتی ہے اسی طرح روح کی تشنگی بھی بے کلی اور بے چینی کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ اگر ایک شخص راہ اوسط کو اختیار کر کے اور درجۂ اعتدال پر شعوری طور پر فائز ہو کر ان دونوں وجودوں کی اشتہا و احتیاج کی تسکین و تکمیل کا سامان فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ فائز المرام ہو جاتا ہے۔ پھر اسے کسی جست یا پلانگ کی ضرورت پڑتی ہے' نہ رسمی کاروائیوں اور غیر معمولی حرکات و سکنات میں پناہ درکار ہوتی ہے۔ یہ راہ اوسط اور درجہ اعتدال' فقط اتباع رسول کاملؐ کے ذریعے ہی ممکن الوقوع اور قابل الحصول ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ ایسا شخص تو اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے' لین دین' غرضیکہ حیات مستعار کے ہر لمحے اور ہر گھڑی میں ذکر حبیبؐ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اسی کا نام اسلام ہے۔

یہ حقیقت البتہ اپنی جگہ مسلم اور ہے کہ اس راہ اوسط اور درجہ اعتدال کو ترک کر کے پوری انسانی زندگی' نجی و اجتماعی ہر سطح پر ان گنت و بے شمار بے اعتدالیوں اور بے راہ رویوں سے دو چار ہو جاتی ہے۔

افراط و تفریط کی دھکم پیل اس کا مقدر بن جاتی ہے کسی ایک طرف کے انہماک و اغراق سے دوسرا وجود لازماً اعراض و اغماض کا شکار ہوتا ہے۔ محرومیاں محسوس کرتا' بے تاب ہوتا اور بے قرار کرتا ہے۔ چنانچہ دینوی اغراض اور بدنی احتیاج کی تکمیل کے لئے اضافی متاع حاصل کرتا بھی ہے تو سکوں محال ہو جاتا ہے۔ اس لئے بے قرار انسانی دنیا اسے رسمی مظاہر' رواجی حربوں یہاں تک کہ بدعات و خرافات کا سہارا لینے پر مجبور کر دیتی ہے اور یہ حقیقت کہ "ہر بدعت مال کار میں ایک سنت" کو رخصت کر دیتی ہے۔ ثابت و سالم ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً اتباع رسولؐ کا نیام خالی ہو جاتا ہے۔ وصفی' من پسند و من گھڑت تصورات سے عشق رسولؐ کا خول بھر لیا جاتا ہے اور یوں ذکر حبیب نمونہ و اظہار کی چند دنوں' مہینوں' مواقع یا مجالس کے ساتھ منسوب و ملحق کر دیا جاتا ہے' دوغلی شخصیات ظہور پذیر ہوتی ہیں اور معاشرت' معیشت اور سیاست بہروپے اور کھلنڈرے لوگوں سے اٹ جاتی ہیں۔

کچھ اسی طرح کا معاملہ من حیث المجموع اس وقت پوری امت مسلمہ کا ہے۔ پاکستان نژاد مسلم کا کلچر تو اس معاملے میں اور بھی نمایاں ہے۔ لا الہ الاّ اللّٰہ کے دستور اور اسلام کے "نظریہ اخوت و حریت و مساوات" کے ہدف کو فراموش کر کے' یہاں کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت بے مقصدیت کے صحرا میں بھٹک رہی ہے۔ مادہ پرستی کے عفریت نے اس پر تسلط جما لیا ہے۔ ملکی سطح پر پسماندگی و پس روی' عالمی برادری میں فجالت و جگ ہنسائی اور بین الاقوامی اداروں' تنظیموں' کنسورشیم اور ملٹی نیشنل کمپنیوں نیز این جی اوز کے ہاتھوں میں مرہون و مرتہن ہو کر کٹھ پتلیوں کی مانند اچھل کود نے اس کے بدن کو نحیف و نڈھال کر دیا ہے۔ ان کیفیات میں "من کی دنیا" کبھی اک پل بھی چین آئے نا کا راگ الاپتی ہے تو رسم دنیا ہی سہی کے مصداق ایسی محافل برپا کر لی جاتی ہیں جہاں ہنود و یہود کھلا شتیہ رکھنے والے چند حضرات عشق و محبت رسولؐ کے ترانے بکھیر دیتے ہیں۔ حاضرین کی اکثریت جذبوں کے بلبوں اور نعروں کے غلغلوں سے کھیل کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیتی ہے۔ درحقیقت خود فریبی کے خول کو اور دبیز کر لیتی ہے۔ اس رنگ کو اور گاڑھا اور گوڑھا بنا دیتی ہیں۔ وہ تقاریر اور وہ بیانات جو کہ بالکلیہ زلف رخسار' غازہ و مہکار اور دیگر شمائل و حمائل پر منحصر ہوتے ہیں۔ مقصدیت سے عاری مشن و تحریک سے تہی اور فعالیت و آفاقیت سے بے خبر یہ ناقۂ بے زمام سوئے قطار کرنے کی بجائے انتشار و افتراق کے صحرائے گوبی میں گم ہوتی چلی جا رہی ہے۔

چنانچہ ضرورت ہے ایسے درد مند انسانوں کی جو ماحول کی حد درجہ شدید نامساعدت کے علی الرغم کمر ہمت کسیں' ہمدردی' بلند حوصلگی' عزم و جرات کے ساتھ اور فکر کی پختگی سے مسلح کو ہو مرد میدان بنیں' ذکر حبیبؐ کے انقلابی گوشوں سے ہر ذہنی سطح کے لوگوں کو آگاہ کریں۔ زندگی اللہ نے دی تو اسے گزارنے کا طریقہ بھی اسی نے سکھایا۔

اس کا نام اسلام ہے اسی کو دین مصطفویؐ کہتے ہیں۔ اس کا غلبہ و نفاذ ہی دراصل اللہ اور اس کے حبیبؐ کا حقیقی ذکر ہے۔ یہی انقلابی اور فلاحی ذکر ہے۔ منہج مصطفویؐ کے ہر نمونے کو اپنے اخلاق کے ترکش میں سجا کر عوام الناس کے دل فتح کرنے کی جہد شاقہ کا فریضہ سرانجام دیں تاکہ ان کرچیوں کو سمیٹا اور ان ٹکڑیوں کو لپیٹا جا سکے۔ تاکہ ایک ایسی خشت وجود میں آئے جو آج کی دنیا اجتماعیت کے ہر سطح پر مسلط ابلیسی و طاغوتی نظام زندگی کی تار و پود بکھیر کر رکھ دے۔ **ان ذلک من عزم الامور**

یہ کام ایک ایسی جماعت کے کرنے کا ہے جو ایک طرف مضبوط کھونٹے **"العروۃ الوثقی"** سے بندھی ہو یعنی قرآن کریم تو دوسری تنظیم و تربیت مصطفویؐ کے نقوش پا کو اختیار کر کے **"بنیان مرصوص"** بن کر ابھرے۔ رواجی سیاست اور جامد مذہبیت کے بازیچہ اطفال سے ہرگز کوئی سروکار نہ رکھے کہ اس سے توانائیاں بکھرتی اور تحلیل ہونا شروع ہو جاتی ہیں جبکہ خط مستقیم پر انہیں لگا کر اور کھپا کر نتیجہ خیز بنایا جا سکتا ہے۔ سچ کہا کسی شاعر نے

ہمت کے مقابل
مشکل نہیں مشکل
ہے جذبہ جو کامل
کھنچ آئے گی منزل
اُٹھ باندھ کمر' چل
اُٹھ باندھ کمر چل

اللہ رحمٰن و رحیم کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس اعتبار سے آج ہم قحط سالی کا شکار نہیں' جماعتوں اور جمعیتوں کی بھیڑ بھاڑ ضرور ہے لیکن ذکر و فکر حبیب یزداں خدا کو سینے سے لگا کے' عمل میں سجا کے ہمدردی مگر جانفشانی سے جان و مال کو کھپا کے ایک ایسی جماعت سایۂ فگن ہے جس کا نام تنظیم اسلامی ہے۔ جو اولاً پاکستان میں اور بالآخر پورے گلوب پر حقیقی معنوں میں ذکر حبیبؐ کا وہ سماں پیدا کرنا چاہتی ہے جو جزیرہ نمائے عرب میں خود حبیب رب العلمینؐ کے ہاتھوں مکمل انسانی سطح پر جاری و ساری نظام زندگی کی صورت میں منظر عام پر آیا اور جس کے قیام و نفاذ کو اپنے تو کیا اغیار بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

تنظیم اسلامی پاکستان ایک طرف العروۃ الوثقی ـــــ قرآن سے مضبوط رشتہ قائم کئے ہوئے ہے تو دوسری طرف اس کی اساس ٹھیٹھ نبویؐ طریق ـــــ تنظیم بیعت

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایک قطرہ دیکھتے ہی ڈاکٹر جان سکیں گے کہ کونسی بیماریاں لاحق ہونے والی ہیں

بیماریوں کا پیشگی علاج ممکن ہو جائے گا' انسانی مزاج بدلا جاسکے گا

ڈی این اے کی تشکیل کرنے والے کوڈنگ سسٹم کی دریافت

مرتب : قاضی اختر

پیر ۲۶ جون ـــــ تاریخ عالم کا ایک یادگار دن بن گیا۔ جب انسان کتاب زندگی کے اوراق پر ثبت خفیہ تحریر کا مفہوم جاننے میں کامیاب ہو گیا۔ دو بڑی طاقتوں کے سربراہوں امریکی صدر کلنٹن' برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر نے انتہائی مسرت' طمانیت اور فاتحانہ لہجے میں یہ خوشخبری دنیا کو سنائی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی سب سے حسین تخلیق یعنی زندگی کی سربستہ راز اسرار کھولنے میں کامران ہو گیا ہے۔ دنیا بھر کے ۱۸ ملکوں کے متعدد سائنس دان گزشتہ دس برسوں سے اس کوشش اور جدوجہد میں مصروف تھے کہ کس طرح وہ انسانی ڈی این اے (DNA) میں موجود تین ارب سالموں کی "منظم ترتیب" کے ذریعے جینیاتی کوڈ کا معمہ حل کر سکتے ہیں۔ اس کوشش کو "Human Genome Project" کا نام دیا گیا اور اس منصوبہ پر لاکھوں ڈالر خرچ کئے گئے۔ ان سائنس دانوں کو یقین تھا کہ اگر وہ انسان کے جنیاتی کوڈ کا سراغ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ باآسانی یہ معلوم کر سکیں گے کہ کس فرد کو اپنی زندگی میں کس قسم کے امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس کا موجودہ جسمانی نظام کس حالت میں ہے۔ اس مقصد کے لئے انہیں تین ارب انفرادی کیمیائی حصوں کی "منظم ترتیب کا بالکل صحیح تعین" کرنا تھا۔ ۲۶ جون ۲۰۰۰ء جدید میڈیکل ریسرچ کی تاریخ کا ایک یادگار دن تھا جب گزشتہ دس برسوں سے زیادہ کوشش اور جدوجہد میں مصروف ان سائنس دانوں نے یہ معجزہ نما اعلان کیا کہ انہوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ انسان کا ایک سادہ سا "جنیاتی نقشہ" تیار کر لیا ہے۔ جدید میڈیکل ریسرچ اور سائنس کا یہ ایک ایسا انقلاب آفریں کارنامہ ہے جس کے اثرات انسانی معاشرے پر نہایت دور رس اور دیرپا ہوں گے۔ ایک سائنس دان نے کہا "اب ہم انسانی تاریخ کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہلی بار ہمارے ان احکامات اور ہدایات کا ایسا مجموعہ موجود ہے جن کے تحت انسانی جسم وجود میں آتا ہے۔" انسانی جسم میں مختلف قسم کے لاکھوں تانے بانے ہیں ہر حصے کی ساخت اور اس کے خواص اسے سونپی گئی ذمہ داریوں کے عین مطابق ہیں چنانچہ اس کرہ ارض پر موجود ہر جاندار قدرت کی عطا کردہ مخصوص ہدایات اور احکام کے مطابق عمل کرتا ہے۔ یہ تمام ہدایات خلیوں یعنی Cells کے مرکزی حصے نیوکلس میں بند DNA کی شکل میں محفوظ ہوتی ہیں۔ DNA کائنات کا انتہائی پیچیدہ سالمہ ہے جو بذات خود تین ارب چھوٹے سالموں پر مشتمل ہوتا ہے ایسا ہر چھوٹا سالمہ ڈی این اے کی بنیاد کہلاتا ہے۔ حیات کا پوشیدہ راز اور خفیہ کوڈ بھی یہی ہے۔ جس طرح کمپیوٹر میں تمام ہدایات اور معلومات محفوظ ہوتی ہیں بالکل اسی طرح ڈی این اے میں بھی حیات کا پیچیدہ کوڈ بھرپور طریقے سے کارفرما ہوتا ہے جسے طبی اصطلاح میں "جنیاتی کوڈ" کہا جاتا ہے۔ بیماری' صحت' مزاج' خواص' عادات و اطوار' رجحانات' میلانات' رنگ و نسل غرض کہ انسان کی تمام موروثی اور انفرادی خصوصیات اسی جنیٹک کوڈ کی مرہون منت ہیں جسے ڈی این اے کی صورت دی گئی ہے۔ ڈی این اے کا براہ راست تعلق انسان کی موروثی اور تولیدی صلاحیتوں اور خصوصیات سے ہوتا ہے۔ آیئے یہ جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ Genome سے آخر کیا مراد ہے؟ ڈی این اے کی وہ کلی اور مجموعی مقدار جو کسی بھی ذی حیات کے خلیوں میں موجود ہے اسے Genome کہا جاتا ہے۔ تین بلین میں سے دو بلین سالموں کی صحیح اور درست گنتی اور شناخت اس سے قبل کی جا چکی تھی جو انسانوں میں ڈی این اے کی تشکیل کرتے ہیں۔ انسانی جسم کے ہر خلئے میں' جلد سے پٹھوں اور جگر تک (خون کے سرخ خلیوں کے سوا) ڈی این اے کی ایک کاپی ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ اس تجربے کی مکمل کامیابی کی صورت میں یہ بھی ممکن ہو سکے گا کہ کسی بچے کی شکل و صورت' ذہنی اور جسمانی ساخت' شخصیت' مزاج اور دیگر خصوصیات کا رحم مادر ہی میں پیشگی تعین کیا جا سکے۔ اس طرح انسانی جسم اور زندگی کا بنیادی تشکیلی خاکہ اور نقشہ سمجھ لینے کے بعد ہم نوع انسانی کی اشرف المخلوقات ہونے کا راز بھی دریافت کر لیں گے۔ یہ خیال بھی بے حد دلکش ہے کہ ڈاکٹر ہمارے Genes کا ایک قطرہ شیشے کے ٹکڑے پر رکھتے ہی یہ معلوم کر لیا کریں گے کہ ہمارے مثانے کا بڑھا ہوا غدود جس میں کینسر کی علامات موجود ہیں درحقیقت جان لیوا ہے یا نہیں؟ یا بلڈ کینسر کی صورت میں کون سی دوا ہمارے لئے کارگر ثابت ہو گی۔ اسی طرح ہمارے بچوں کی Genes کا تجزیہ نہ صرف مکمل ہو سکے گا بلکہ ہم یہ بھی جان پائیں گے کہ آگے چل کر انہیں دل کی بیماری لاحق ہو گی تو ان کے بچنے کے کتنے امکانات ہوں گے۔ Human Genome Project III کو امریکہ' برطانیہ' چین' فرانس اور جاپان نے مل کر تیار کیا تھا۔ اس کامیابی کی بدولت میڈیکل سائنس' علاج اور ادویات کی دنیا میں ایک بہت بڑی تبدیلی رونما ہو گی کیونکہ اب ہر شخص کے انفرادی اور مخصوص جنیاتی کوڈ کے مطابق اس کیلئے الگ دوا تیار کی جائے گی اور کسی بھی مرض کے ظاہر ہونے سے' بہت پہلے ہی اس کی نشاندہی اور تشخیص کی جا سکے گی۔ انسانی جینوم Genome کی ترتیب کے مطابق کسی بھی مہلک بیماری کا علاج کیا جا سکے گا کیونکہ انسان کے Genes تک پہنچنے کا نقشہ اور راستہ اب دریافت ہو چکا ہے چنانچہ اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ انسان کے جنیٹک کوڈ کو مقررہ وقت سے پہلے ہی مکمل کر کے ایک ایک جینز کی شناخت کر لی جائے گی کہ ان میں سے کون سا جینز جسم کے کس حصے کو کنٹرول کرتا ہے۔ انسان کے جنیٹک کوڈ کا نقشہ بنا کر اس سلسلے کا پہلا بڑا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس تاریخی واقعے کے سلسلے میں وہائٹ ہاؤس میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے کہا "بلاشبہ نوع انسانی کی پوری تاریخ میں بنایا جانے والا یہ ایک اہم ترین اور حیرت انگیز نقشہ ہے۔" انہوں نے اس کارنامے کو سراہتے ہوئے مزید کہا "آج ہم اس زبان کا علم

حاصل کر رہے ہیں جس میں خداوند تعالیٰ نے یہ زندگی تخلیق کی ہے۔ یہ بیشتر انسانی امراض کی تشخیص اور علاج کے حوالے سے ایک بڑا انقلاب ہے۔ "انسان کے جینیٹک کوڈ کو اسمبل کرنے کے بعد اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ پارکنسن' ذیابیطس اور کینسر جیسے مہلک امراض کی جنیاتی جڑوں کا خاتمہ کر کے ان بیماریوں کا شافی علاج دریافت کیا جاسکے گا۔ نئی ادویات کی مدد سے آزمائشی طور پر لیوکیمیا اور چھاتی کے سرطان میں مبتلا مریضوں کا علاج پہلے ہی شروع کیا جاچکا ہے۔ ان ادویات کی مدد سے متاثرہ خلیوں کو ختم کر کے صحت مند خلیوں کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر ان بیماریوں کا علاج کیا جاسکے گا۔ نیشنل ہیومن جینوم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ ڈاکٹر فرانس کولنز نے بجا طور پر کہا ہے کہ "آج ہم نے کتاب زندگی کے تمام اسرار و رموز جان لئے ہیں۔" ان تمام ملکوں کے سائنس دانوں نے دس برسوں کی مسلسل جدوجہد' محنت اور تلاش کے بعد انسانی زندگی کا "بلیوپرنٹ" تیار کر کے جدید میڈیکل سائنس کو ایسی کلید فراہم کر دی ہے جو بالخصوص موروثی اثرات اور مہلک بیماریوں کے بھید کھول کر رکھ دے گی۔ اس انکشاف نے ایسی بیماریوں کے علاج کا راستہ بھی کھول دیا ہے جو اب تک ناقابل علاج سمجھی جاتی تھیں مثلاً امراض قلب' ہیموفیلیا اور کینسر وغیرہ۔ برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اس موقع پر کہا۔ "یہ میڈیکل سائنس کا ایک ایسا انقلاب ہے جس کے اثرات اینٹی بائیٹک ادویات کی دریافت سے بھی زیادہ گہرے اور دور رس ثابت ہوں گے۔ یہ اکیسویں صدی کی پہلی ٹیکنالوجیکل کامیابی ہے۔" اس عظیم تجربے کی کامیابی کے مثبت پہلوؤں کے شانہ بشانہ اس کے بعد چند منفی مگر دلچسپ پہلو بھی سامنے آرہے ہیں مثلاً یہ تشویش کہ اب لوگوں کو اپنی زندگی کا بیمہ کرانے سے پہلے جنیاتی ٹیسٹ کی رپورٹ پیش کرنا ہوگی ظاہر ہے انشورنس کمپنیاں ایسے افراد کی زندگی کا بیمہ ہرگز نہیں کریں گی جن کے کسی مرض میں مبتلا ہونے یا قبل از وقت مرجانے کا اندیشہ ہو۔ یہ تشویش بھی ظاہر کی جارہی ہے کہ آجر حضرات اس قسم کی معلومات کو امتیازی نقطہ نظر سے اپنے ملازمین کی تقرری اور برطرفی کے سلسلے میں استعمال کر سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ دلچسپ تشویش جو اس سلسلے میں پائی گئی ہے یہ ہے کہ Genome کا علم حاصل کر لینے کے بعد حکومت اسپیشل قسم کے ایسے انسانوں کی تخلیق کر سکتی ہے جو انتہائی غیر معمولی ذہانت کے حامل ہوں۔ اس پروجیکٹ کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھنے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس منصوبے کی کامیابی کی صورت میں کسی بھی انسان کی زندگی پردہ اخفاء میں نہیں رہ سکے گی اور یوں انسان اپنی نجی زندگی کی خلوتوں سے محروم ہو جائے گا۔ ایسے ہی نکتہ چینوں کا خیال ہے کہ اگر میڈیکل سائنس نے انسانی جسم اور زندگی کے سربستہ اوراق کھول دیئے تو دنیا کو ایک غیر معمولی اخلاقی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی سبب تھا جس کی بناء پر امریکی صدر بل کلنٹن نے اپنی تاریخی تقریر میں دنیا بھر کی اقوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "آیئے ہم سب مل کر اس عظیم پروجیکٹ پر کئے گئے اشتراک کی طرح اس کے قانونی' معاشرتی اور اخلاقی اثرات سے نمٹنے کیلئے بھی اسی جذبہ اشتراک سے کام کریں۔"

بقیہ : گفت و شنید

لیکن ۳۱ علمائے کرام نے ۲۲ نکات کا اسلامی متفقہ فارمولا اس وقت کی حکومت کے سامنے پیش کیا تھا اور جب فارمولا پیش کر دیا تو حکومت بھاگ گئی تھی وہ فارمولا آج بھی زندہ ہے۔ علماء کے پاس متبادل نظام ہے۔ جب حکومت ایک فارمولے پر عمل درآمد کر ہی نہیں رہی پھر ظاہر ہے لوگ کہیں گے کوئی شے پیش ہی نہیں کی۔ آپ ۱۹۷۳ء کے آئین کا مطالعہ کریں اس میں بہت سے ایسے باب اسلام سے مطابقت رکھتے ہیں اس کے لئے علمائے کرام نے اسمبلی کے اندر متفقہ کردار ادا کیا ہے اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کی دو تہائی اکثریت اسے ماننے پر مجبور ہوئی' سود کی بات ہوتی رہی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اس لئے بنی کہ اس میں تمام مکاتب فکر کے نمائندے شامل ہوں گے اس کی سفارش کو کسی فرقے کی نہیں' قرآن و سنت کے مطابق سمجھا جائے اور وہ ایک اتفاق رائے کی شکل میں ہو۔ اس کونسل نے اسلام کے مالیاتی نظام کے متعلق رپورٹ دی جسے آج تک نظرانداز کیا جارہا ہے۔ جنرل ضیاء الحق اسلام کا نام بہت استعمال کرتے تھے' انہوں نے نظام زکوۃ تو جاری کیا لیکن علمائے کرام کے اس پر جو اعتراضات تھے ان کو نظرانداز کر دیا اور پھر جب وفاقی شرعی عدالت قائم کی تو اسلامی مالیاتی نظام اور اس سے متعلق تمام معاملات اس کے اختیار سے باہر کر دیئے گئے۔ اب ظلم تو ہمارے حکمرانوں نے کیا ہے کہ ایسے ادارے قائم کئے اور ضابطے جاری کئے جن کے باعث اسلامی مالیاتی نظام کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور اب تو وہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ سپریم کورٹ کے اپیلٹ بینچ نے باقاعدہ اسلام کا مالیاتی نظام مفصل طور پر پیش کر دیا ہے اور اس کا طریقہ کار بھی بتلا دیا ہے اور اب اگر اس میں بھی تاخیر کی جاتی ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ یہ وہی حربہ ہے کہ سفارشات پیش کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کیا جائے تاکہ قوم کے سامنے کوئی واضح منظر نامہ نہ آئے اور اس سوال کو زندہ رکھا جائے کہ علماء کے پاس کوئی متفقہ حل نہیں ہے تاکہ علماء دفاعی پوزیشن میں رہیں۔ یہ تو ناانصافی ہے۔

☆ جب نظام کی تبدیلی کا سوال ہو گا تو وہاں قوت استعمال کرنے کو بھی کہا گیا ہے۔ ہمیں دین کا کام منہاج نبوت کے مطابق کرنا چاہئے یعنی جب عقیدے کا معاملہ ہو تو وہاں دعوت سے کام لینا چاہئے اور دعوت کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور جب نظام کی تبدیلی کا معاملہ ہو تو وہاں ہمیں طاقت منظم کرنی چاہئے اور اس وقت طاقت کے حوالے سے ہی نظام کی تبدیلی کی بات کرنی چاہئے۔

بقیہ : اصلاحِ باطن

قابل عمل اور یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ غیبت حرام ہے اور مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اس کی دنیا میں سزا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کے عیبوں کو ظاہر کر کے اسے ذلیل فرماتے ہیں اور آخرت میں عذاب میں ڈال کر دوزخ کا ایندھن بنائیں گے۔ ہمیں اس عمومی معاشرتی اخلاقی برائی سے بچنا چاہئے تاکہ ہمارا معاشرہ ایک دوسرے کا گوشت کھانے کی درندگی' بھیڑیئے پن اور کتا صفت برائی کے نتائج اور اثرات سے محفوظ رہ کر باہمی بھائی چارے' محبت اور پیار کی خوشگوار فضاؤں اور ہواؤں میں سانس لے سکے۔ اگر ہم کسی مجلس میں کسی کے حق میں کی جانے والی بری گفتگو کو روک نہیں سکتے اور نہ دوسروں کا منہ بند کر سکتے ہیں تو کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ اس مجلس سے نکل آئیں۔ خداوند کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور خود بھی غیبت سے بچنے اور پرہیز کی عادت عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ : گوشہ سیرت

—— پر استوار ہے۔ منزل کی پوری طرح جہاں سے آگہی حاصل ہے وہاں اس راہ کے ہر سنگ میل سے بھی پوری طرح شناسا ہے۔ بحمد اللہ والمنہ اس قافلے کا ہر ساتھی اپنے مشن کے ساتھ مخلص ہے۔ اس نظم کی ہر محفل' محفل ذکر حبیب ﷺ ہے۔ اس کا ہر پیغام دراصل پیغام دین مصطفوی ﷺ ہے۔

اگر اس امت کو اپنی فوز و فلاح مطلوب ہے تو راستہ اس کے حصول کا ایک ہی ہے کہ

محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

غیبت اور اس کے معاشرتی نقصانات

حاصل مطالعہ : فرقان دانش خان

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ﴾ (الحجرات : ۱۲)

"تم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کی غیبت بیان نہ کریں۔ کیا تم پسند کرو گے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ پس تمہیں کراہت محسوس ہو گی"۔

غیبت کی تعریف

غیبت معاشرتی روابط' انسانی سلسلے' خاندانی تعلقات اور گھریلو اتفاق کو خراب کرتی ہے اور نفرتوں' دشمنیوں یا مخالفتوں کا موجب بن جاتی ہے۔ اس کی کراہت کا یہ عالم ہے کہ خداوند کریم نے اس آیت میں اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے جسے کوئی بھی سنگدل آدمی اور شقی القلب شخص کھانا گوارا نہیں کرتا تو پھر کوئی کیسے برداشت کرے گا کہ وہ دوسرے بھائی کی غیبت کرتا رہے۔

حضور ﷺ نے اس کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے کہ کسی کی برائی اس طرح بیان کی جائے کہ وہ اسے ناگوار گزرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس شخص میں وہ برائی پائی جاتی ہو تو بھی اس کا اظہار غیبت کہلائے گا۔ فرمایا۔ اگر برائی پائی جاتی ہو اور وہ بیان کی جائے تو غیبت ہو گی اور اگر وہ برائی اس میں نہ پائی جاتی ہو تو بیان کرنا بہتان کہلائے گا۔

گویا پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کی جائے اور اس میں وہ برائی موجود ہو تو غیبت کی تعریف میں آئے گی اور اگر بیان کردہ برائی اس میں نہ پائی جاتی ہو اور بیان کر دی جائے تو بہتان کے زمرے میں آئے گی۔ برائی بیان کرنے کی صورتیں خواہ صراحت کی ساتھ ہوں' اشاروں کنائیوں میں ہوں۔ زندہ آدمی کے متعلق ہوں یا مرے ہوئے آدمی کے متعلق ہوں ہر اعتبار سے حرام ہیں۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ ماعز بن مالک کو زنا کے سلسلے میں سنگسار کرنے کی سزا ہوئی۔ واپسی کے دوران حضور ﷺ نے دو آدمیوں کو یہ کہتے سنا کہ خداند تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھ لیا تھا۔ کسی کو پتہ بھی نہ تھا مگر اس کے نفس نے پیچھا نہ چھوڑا اور بالآخر کتے کی موت مرا۔ جب تھوڑا آگے چلے تو راستہ میں ایک مرا ہوا گدھا دیکھا کہ جس سے بدبو آ رہی تھی۔ حضور ﷺ ٹھہر گئے اور ان دو آدمیوں سے فرمایا۔ اونٹوں سے اتر آؤ اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ' کیونکہ آپ نے اپنے بھائی کی سزا اور موت کے متعلق جو بات کی ہے وہ اس مردہ گدھے کا گوشت کھانے سے زیادہ بری ہے۔

غیبت کی جائز صورتیں

قرآن و حدیث کی روشنی میں علماء نے غیبت کی جو صورتیں جائز مقرر کی ہیں' وہ یہ ہیں :

۱) ایک یہ کہ ظالم کے ظلم کی شکایت ایسے شخص سے کرنا جو اس کے ظلم سے نجات دلا سکتا ہو۔ یہ شکایت غیبت نہ ہو گی۔

۲) کسی شخص یا گروہ کی برائی کا ذکر اس لئے کرنا کہ لوگ برائیوں کو دور کر سکیں اور اصلاح ہو سکے۔

۳) شرعی حکم حاصل کرنے کے لئے واقعہ کی صحیح صورت حال بیان کر کے فتویٰ حاصل کرنا۔

۴) کسی شخص کی برائی بیان کرنا اس خیال سے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ مثلاً کسی مصنف کی شر انگیز کتاب' مضمون یا تحریک یا گواہ کی برائی بیان کرنا تاکہ اس کے فتنے سے بچ سکیں اور عدالت کو گواہ کی برائی سے آگاہ کر کے درست فیصلے تک پہنچایا جا سکے۔

۵) مکان کی خریداری سے پہلے پڑوسی کے حالات کا کھوج اور اس کے متعلق اچھائی برائی کا تذکرہ پڑوسی کے برے رویئے سے محفوظ رہنے میں مدد دیتا ہے۔

۶) اسی طرح فسق و فجور پھیلانے والوں کی برائی کا اظہار ضروری ہے تاکہ اس کے فتنوں سے آگاہ ہو سکیں۔

غیبت کی ناجائز صورتیں

ان صورتوں کے علاوہ محض زبان کے چٹخارے اور محفل کو گرمانے کے لئے کسی کی برائیوں کا ذکر قطعی حرام ہے۔ اسی طرح ایک کی بات دوسرے سے اور دوسرے کی تیسرے سے بیان کرنا نہ صرف غیبت بلکہ چغلی اور لگائی بجھائی کہلاتا ہے' یہ بھی حرام ہے۔ حضرت جابر' حضرت معاذ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم تینوں صحابہ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ کسی پر جھوٹی تہمت سنیں تو سنانے والے کو خاموش کر دیں بلکہ تردید کریں۔ اگر کوئی مسلمان ایسے موقعہ پر جہاں دوسرے مسلمان کی تذلیل ہو رہی ہو' اس کی عزت پر حملہ ہوتا ہو تو جو اس بھائی کی حمایت نہ کرے گا' اس کا دفاع نہ کرے گا تو خدا بھی اس کی مدد نہ کرے گا جہاں اسے خدا کی امداد کی ضرورت ہو گی۔

لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اس سے کسی کی غیبت ہو جائے تو احساس ہوتے ہی وہ توبہ کرے اور آئندہ اس حرام فعل سے رک جائے اور حتی الوسع اس کی تلافی کرے۔ اگر وہ مردہ ہے تو کثرت کے ساتھ اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ زندہ ہے تو اس سے معافی مانگے اور جہاں جہاں اس نے کسی کی برائی بیان کی ہو خود چل کر اس کی تردید کرے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی ﴿كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ خدا تعالیٰ مومنوں کی امداد کو اپنے اوپر حق سمجھتے ہیں اس آیت سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا کہ جو آدمی پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کی حمایت اور مدافعت کرے' اس کی برائی ہونے سے روکے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ یہی روایت حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ "مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے۔ اس کے ضرر کو اس سے رفع کرتا ہے اور پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے"۔

مومن کو مومن کا آئینہ کہنے میں کتنی حکمت ہے۔ آئینہ انسان کے چہرے کی خوبصورتی یا بدنمائی کو اس کے منہ پر دکھاتا ہے اور صرف اسی کو دکھاتا ہے جو آئینے کے سامنے ہوتا ہے اس کے بغیر کسی دوسرے کو نہیں دکھاتا۔ دیکھنے والا جیسا ہوتا ہے اسی کا عکس دکھاتا ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا تاکہ وہ اپنے چہرے کی بدنمائی کو دور کر سکے۔ پیٹھ پیچھے آئینہ کچھ نہیں کہتا۔ مومن' مومن کا بھائی ہے یعنی ایک بھائی ہی بھائی کو سچی خیر خواہی کے تحت اس کے عیب بیان کرتا ہے اور پس پشت اس کی برائی کو برداشت نہیں کرتا بلکہ اس کی حمایت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کسی سوکھی ہوئی لکڑی کو آگ اتنی تیزی سے نہیں جلاتی جس طرح غیبت انسان کی نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ جو آدمی دو زبانوں والا ہو یعنی منہ پر ایک بات کہے اور پیٹھ پیچھے دوسری بات کرے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ ایسے آدمی کے شر سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ ایسے شخص سے تعلق توڑ لیا جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ غیبت سے بچو کہ یہ فحاشی سے بھی بدتر گناہ ہے۔ پھر فرمایا غیبت کرنے والوں کو خدا غیروں میں ذلیل کرتا ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

امیر محترم کی نیویارک میں مصروفیات

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے گذشتہ ہفتہ نیویارک میں تنظیم کے رفقاء اور احباب کے ساتھ ملاقاتوں اور بعض تنظیمی نوعیت کی میٹنگز کی صدارت میں گزارا۔ اس کے علاوہ آپ نے ۹۷ سٹریٹ پر واقع اسلامک کلچرل سینٹر نیویارک میں جمعہ کا خطبہ اور ۲۵ جون کو دن ۱۲ بجے اپنے لیکچر میں سورۃ الکہف اور دجالی فتنہ کے موضوع پر خطاب کیا۔ عبدالسمیع (معاون برائے بیرون پاکستان) نے آمدہ خبروں پر ان کی رائے دریافت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا : "یہ خبریں مل رہی ہیں کہ پاکستان میں طالبان ازم کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ میرے اس انتباہ کا عملی اظہار ہے کہ اگر پاکستان میں شریعت اسلامی کی تنفیذ کا عمل زیادہ موخر ہوا تو کم از کم پاکستان کی پختون بیلٹ پاکستان سے کٹ کر طالبان کے افغانستان کے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ اس لئے میں یہ بات مزید زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے عمل کو تیز کیا جائے اور اس معاملے میں جو دستوری میکانزم پاکستان کے دستور میں فراہم کیا گیا ہے اس پر عائد جملہ تحدیدات کو فی الفور ختم کیا جائے تاکہ نفاذ شریعت کا عمل پرامن دستوری اور آئینی طریق کار سے پورا ہو سکے۔ اس سے ایک جانب پاکستان کے اندر داخلی طور پر عوامی سطح پر جذباتی ہم آہنگی کو فروغ ملے گا جس سے صوبائی' نسلی اور لسانی عصبیتیں کمزور پڑیں گی اور دوسری طرف پاکستان سے باہر افغانستان اور ایران سے ہم قریب تر ہوں گے جس سے پاکستان' افغانستان اور ایران پر مشتمل ایک مستحکم بلاک وجود میں آنے کا امکان پیدا ہو گا جو نیو ورلڈ آرڈر جو حقیقت میں جیو ورلڈ آرڈر (یہودی عالمی نظام) ہے کے سیلاب کے سامنے آخری چٹان ان کا کام دے سکے گا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ دو ہفتے قبل یہ بات تقریباً طے شدہ معلوم ہو رہی تھی کہ جمعہ کی چھٹی طے پانے والی ہے۔ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے تو کہا تھا کہ اس کے قانون کا بل تیار ہے لیکن اس کے بعد اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگرچہ یہ بنیادی Issue نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ مغرب کے دباؤ کے تحت کیا گیا ہے اور یہ انتہائی غلط ہے۔

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا اجلاس

جب سے نیا نظام العمل نافذ ہوا ہے اس وقت سے اُسرہ جات کی ذمہ داریاں کافی بڑھ گئی ہیں اور رفقاء کے اکٹھے مل بیٹھنے کے مواقع کافی کم ہو گئے ہیں۔ اس لئے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے ماہِ جون میں ایک اجلاس کا اہتمام کیا۔ اس اجلاس کا Agenda بہت جامع تھا۔ اجلاس کے بعد' بعد نماز مغرب سیرت النبیؐ پر جلسے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا :

۱) ہر اُسرہ سے ایک رفیق کی تقریر (۱۵ تا ۲۰ منٹ)
۲) نقباء کی کارگزاری رپورٹ نئے نظام العمل کے مطابق
۳) اُسرہ جات کی رپورٹ یعنی نئے نظام العمل کے مطابق تنظیمی ودعوتی میٹنگز کا انعقاد کیسے کیا جارہا ہے۔
۴) ذاتی رابطہ اور دعوت کی راہ میں حائل رکاوٹیں

سب سے پہلے اُسرہ علامہ اقبال کالونی کے نقیب شادمان مسعود صدیقی نے اظہار خیال کیا۔ ان کا موضوع تھا ؎

یقیں محکم' عمل پیہم' محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

خصوصاً عمل پیہم ان کے اظہار خیال کا مرکزی مضمون تھا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیمی سطح پر جو بھی فیصلہ کیا جائے اسے مکمل طور پر Follow up کیا جائے تاکہ دعوت کا کام تیزی سے آگے بڑھے۔ بلکہ وہ کام جب تک مکمل نہ ہو جائے آگے ہی نہ بڑھیں تاکہ ان میٹنگز میں لگایا ہوا وقت کسی کام آئے اور صرف بحث ومباحثے کی نظر نہ ہو جائے۔

اُسرہ بُخ بھاٹہ کے رفیق محمد ساجد صاحب نے "فتنۂ دجال کی حقیقت اور اس کا سورۂ کہف سے ربط و تعلق کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دجال اکبر خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا اور اہل ایمان کے لئے سخت آزمائش ہو گا۔ اس کے شر سے وہی لوگ بچ سکیں گے جو ہر جمعۃ المبارک کو سورہ کہف کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں گے۔ انہوں نے سورہ کہف کا ترجمہ و تشریح بھی بیان کی۔

اُسرہ دھمیال کیمپ سے ڈاکٹر زبیر صاحب نے اپنے اظہار خیال کا موضوع اقبال کے اس شعر کو بنایا ؎

یا سراپا نالہ بن جا
یا نوا پیدا نہ کر

اُسرہ کمال آباد کے نقیب بشیر شاہ صاحب نے سورۂ فاتحہ کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دین استقامت اور تسلسل کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے۔ اُسرہ کوہ نور کالونی کے نائب نقیب ڈاکٹر خالد صاحب کا موضوع "اسلام میں اطاعت امیر کا تصور اور ہمارا عمومی رویہ" تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت فرض ہے۔ یہ سلسلہ مقامی امیر کی اطاعت سے شروع ہوتا ہے جو اوپر تک جاتا ہے۔ انسان کی روح میں اطاعت کرنا شامل ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ امیر کو غلط کام سے روکیں اور اچھے کام کا مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ جتنا زمانہ امن میں پسینہ بہائیں گے اتنا ہی زمانہ جنگ میں خون کم بہے گا۔

رفقاء کی تقاریر کے بعد نئے نظام العمل کے مطابق نقباء کی کارگزاری کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ نقباء نے بیان کیا کہ اس نظام العمل پر عمل کرنے میں کس طرح مشکلات پیش آئیں اور ان پر کس طرح قابو پایا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ہر اُسرہ نظام العمل کے مطابق اپنی پندرہ روزہ تنظیمی میٹنگز کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تمام رفقاء بھی اس نظام العمل سے بہت خوش ہیں کیونکہ اب انہیں بھی کام کرنے کا موقع ملتا ہے اور پورا مہینہ اُسرہ جات مصروف رہتے ہیں۔ نقیب اُسرہ بُخ بھاٹہ جناب طارق محمود صاحب کی رائے تھی کہ رفقاء کو متحرک رکھنے کے لئے پہلی مرتبہ ٹھوس بنیادوں پر بنیاد رکھی گئی ہے اور اگر کہیں پر نظام العمل پر صحیح طور پر عمل نہیں ہو رہا تو یہ ہماری کم ہمتی اور کوتاہی ہے۔ نظام العمل میں کوئی کمی نہیں بلکہ اس طریقہ کار کی وجہ سے ایک فریم ورک مہیا ہو گیا ہے۔

اس کے بعد تمام رفقاء نے باری باری اپنا ذاتی تجزیہ پیش کیا کہ انہیں کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ کیسے ان پر قابو پانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ تنظیم میں شامل ہونے سے پہلے ان کی زندگی کیسی تھی اور تنظیم میں شامل ہونے کے بعد ان میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اس تمام تجزیئے کی ایک خاص بات یہ تھی کہ تمام رفقاء اپنے نظریئے اور مقصد سے مطمئن تھے اور جس راہ پر چل رہے ہیں اسے بالکل سیدھا سمجھتے ہیں۔

چائے پینے کے بعد رفقاء مغرب کی نماز ادا کرنے نزدیکی مسجد چلے گئے۔ نماز مغرب کے بعد سیرت النبیؐ کا جلسہ الہدیٰ اسکول میں تھا۔ مقرر جناب شمس الحق اعوان صاحب تھے۔ انہوں نے سیرت کے تحریکی پہلو سے احباب کو روشناس کرایا اور سیرتؐ کے جہادی کاموں سے آگاہ کیا۔ عشاء کی اذان کے ساتھ یہ بابرکت محفل اختتام پذیر ہوئی۔ آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اقامت دین کی جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ وقت لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ : معتمد' تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ)

تنظیمی اطلاعات

مرکزی مجلس مشاورت تنظیم اسلامی پاکستان کے منتخب اراکین نے اجلاس مشاورت منعقدہ ۲۹/۳۰ مئی ۲۰۰۰ء میں مشورہ کے بعد جناب عمر شکیل صاحب کو (اپریل ۲۰۰۰ء تا مارچ ۲۰۰۲ء) مجلس مشاورت کے لئے محاسب مرکزی بیت المال مقرر کیا ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

امریکہ جاتے ہوئے نائب امیر تنظیم اسلامی کا کراچی میں سٹاپ اوور

جیسے ہی ہمیں یہ اطلاع ملی کہ حافظ عاکف سعید صاحب قائم مقام امیر تنظیم اسلامی ۲۷ جون کو امریکہ جاتے ہوئے چند گھنٹوں کے لئے کراچی میں رکیں گے' تو ناظم حلقہ محمد حنیف صاحب نے ان کے اس سٹاپ اوور کو رفقاء کے لئے مفید بنانے کا پروگرام بنالیا۔ مشورہ کے بعد طے پایا کہ نماز مغرب محترم نوید عمر صاحب کی رہائش گاہ واقع گلشن اقبال میں ایک خصوصی نشست رکھ لی جائے۔ شہر کے وسط میں یہ پروگرام ورکنگ ڈے ہونے کی بناء پر سہولت کے پیش نظر رکھا۔ محترم عاکف سعید صاحب دن کے گیارہ بجے کراچی پہنچے۔ انہوں نے بزرگ رفیق جناب شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کی عیادت کا پروگرام بنا رکھا تھا جو ان دنوں صاحب فراش ہیں۔ شیخ صاحب نے اپنے گھر پر ہی لنچ کا انتظام کر رکھا تھا۔

بعد نماز مغرب حسب پروگرام وہ گلشن اقبال پہنچے جہاں رفقاء کی ایک کثیر تعداد (سو سے کہیں زیادہ) ان کے منتظر تھی۔ یہ واقعی بڑی خوش آئند بات تھی کہ ورکنگ ڈے ہونے کے باوجود اتنے شارٹ نوٹس پر رفقاء نے پروگرام میں بھرپور شرکت کی۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے اس موقع پر اپنے حالیہ دورۂ افغانستان کے بارے میں اپنے تاثرات بیان فرمائے جس کی تفصیلات اس لئے درج نہیں کی جارہی ہیں کہ توقع ہے کہ اس تحریر کی اشاعت سے پہلے ہی تنظیم اسلامی کے وفد کے دورۂ افغانستان کی رپورٹ شائع ہو چکی ہوگی۔ البتہ ان کی گفتگو کے تذکیری پہلو کے چند نکات درج کئے جارہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تنظیم اسلامی میں شمولیت کے نتیجہ میں اقامت دین کی جدوجہد میں ہمارے لئے سہولت ہو گئی ہے۔ ہمارے بعض رفقاء نظم کی پابندی کو بیعت کی زیادہ سے زیادہ شرط سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کم سے کم شرط ہے۔ ہرگز فراموش نہ کریں کہ بیعت میں ایک تیسرا فریق بھی ہے اور وہ اللہ سبحانہ کی ذات ہے۔ لہٰذا بیعت کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی شدید ہے۔ افغانستان میں ایک موقع پر مجاہدین کے مختلف گروپوں نے پروفیسر عبدالرب رسول سیاف کے ہاتھوں میں حرم شریف میں بیعت کی لیکن اس بیعت کے تقاضوں کو پورا نہ کیا' نتیجتاً روس کی واپسی کے بعد وہاں یہ مختلف گروپ آپس میں لڑتے رہے اور مرکز پر قبضہ کرنے کی ہر گروپ کی خواہش نے کابل کو کھنڈر میں تبدیل کر دیا۔ لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ بیعت سمع وطاعت کے تقاضوں کو ہرگز فراموش نہ کریں۔

مذکورہ بالا گفتگو سے قبل افغانستان کے حوالے سے رفقاء کے مختلف سوالوں کے محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے جواب دیئے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد کھانے پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

ناظم اعلیٰ پاکستان ڈاکٹر عبدالخالق

کا دورہ حلقہ سرحد

مورخہ ۲۴ جون کو ناظم اعلیٰ پاکستان نے نئے نظام العمل و دستور تنظیم اسلامی اور رپورٹنگ کے نئے نظام پر عملدرآمد کا جائزہ لینے کی خاطر حلقہ سرحد کا دورہ کیا۔ جو کہ نقباء / امراء کے لئے بہت مفید ثابت ہوا اور اس سے ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔

حلقہ سرحد کی سطح پر ایک سہ ماہی حلقہ جاتی مجلس مشاورت مورخہ ۲۵ جون بمقام سواڑی میں ہونے والی تھی' اس کی اطلاع ملنے پر ناظم اعلیٰ نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ نقباء سے ذاتی طور پر ملاقات کر کے نئے نظام کو متعارف کرنے کا یہ اچھا موقع ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ سرحد کے لئے عازم سفر ہوئے۔ ناظم اعلیٰ پاکستان نے امیر حلقہ سرحد سے پروگرام اس طرح طے کیا کہ وہ لاہور سے روانہ ہو کر نوشہرہ میں آذر بختیار خلجی صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچیں گے۔ ناظم اعلیٰ پروگرام کے مطابق رات ۹ بجے محترم اظہر بختیار خلجی صاحب کی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ امیر حلقہ سرحد میجر فتح محمد' ناظم بیت المال اشفاق احمد میر اور معاون طارق محمود پشاور سے نوشہرہ رات ۳۰ : ۹ بجے پہنچے۔ ان تمام حضرات نے رات خلجی صاحب کی رہائش گاہ پر قیام کیا اور ۲۵ جون کو ہونے والی مشاورت کے لئے صبح ۵ بجے سواڑی کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پر صبح ۸:۳۰ مشاورت کا آغاز ہوا۔

ناظم اعلیٰ پاکستان سے امیر حلقہ سرحد نے تمام شرکاء کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ نے حلقہ سرحد کی تقسیم کے نئے فیصلہ سے شرکاء کو آگاہ کیا اور بتایا کہ حلقہ سرحد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ میجر فتح محمد حلقہ سرحد جنوبی اور آذر بختیار خلجی حلقہ سرحد شمالی کے امیر ہوں گے۔ ناظم اعلیٰ نے حلقہ سرحد کی مشاورت کے معمول کے پروگرام کے بعد اپنے دورے کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اب رفقاء کو آمادۂ عمل کرنے کے لئے ترغیب و تشویق پر زیادہ زور دیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ انہیں ان کے نصب العین (نجات اخروی اور رضائے الٰہی کے حصول) کی یاددہانی کروائی جائے گی نیز ذمہ داران نظم کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ مامورین کے ساتھ ایک ایسا قریبی تعلق پیدا کرلیں کہ اجتماعیت ایک مربوط شکل اختیار کرلے۔ اس لحاظ سے نقیب کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے کہ وہ اس نئے نظام کو اپنی ذاتی دلچسپی اور رفقاء کے ساتھ قریبی میل جول سے کامیاب بنائیں۔ ناظم اعلیٰ نے فرمایا کہ اس نظام کی کامیابی کا سارا دارومدار نقیب اور دیگر ذمہ داران کے متحرک ہونے پر ہے۔ اسی مقصد کے تحت میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ ناظم اعلیٰ نے رپورٹنگ کے نئے نظام کے سلسلہ میں فرمایا کہ ماسوائے امیر محترم کہ یہ ذاتی احتسابی یادداشت ہر مبتدی و ملتزم کے لئے ہے۔ ناظم اعلیٰ پاکستان نے واضح کیا کہ اصلاً یہ "خود احتسابی" کے عمل کے لئے ایک آلے کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر رفیق اپنے معمولات کا روزانہ کی بنیاد پر جائزہ لے اور بہتری کی کوشش کرے۔ البتہ نقیب یا دیگر ذمہ داران نظم' رفیق کی اس کوشش میں اس کے ممد و معاون ہوں گے۔ نئے نظام العمل میں اس تبدیلی کو بھی خوب واضح کیا گیا کہ اب "لاتعلق" اور "معتذر" کی کوئی درجہ بندی نہیں ہے۔ تاہم اگر ملتزم رفیق دعوت کے کام سے اعراض کرے گا تو اس کو مبتدی رفیق قرار دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ پھر ملتزم ہونے کی سعی کرے۔

مجلس مشاورت کے اختتام پر محمد ایاز صاحب نقیب اُسرہ سواڑی نے ایک پرتکلف طعام کا اہتمام کیا تھا۔ جو کہ اس مشاورت کے لئے میزبانی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے بعد تمام شرکاء اپنے اپنے مقامات کی طرف ایک نئے جذبے کے ساتھ واپس ہوئے۔ ۲۶ جون ناظم اعلیٰ نے حلقہ سرحد شمالی کے نئے قائم شدہ دفتر کا دورہ کیا۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے نوشہرہ میں ذیلی حلقہ کے دفتر (جو اب سرحد شمالی کا دفتر ہوگا) کے قیام اور اس کو حسن و خوبی اور فعال طریقے سے چلانے پر آذر بختیار خلجی صاحب اور ان کے رفقاء کار کی خدمات کو سراہا۔

ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے دورہ کے بعد اسی روز ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی حلقہ دفتر تشریف لائے اور اس مختصر وقت میں چند سینئر ساتھیوں سے اور بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی پشاور کے نقباء سے ملاقات کی۔ نقباء سے ملاقات میں ان کو نظام العمل کی رپورٹنگ اور رفقاء سے ذاتی طور پر رابطہ کرنے کی اہمیت پر توجہ دلائی۔ جس سے نقباء میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ ناظم اعلیٰ کا یہ دورہ بحیثیت مجموعی بہت مفید ثابت ہوا۔ ۲۷ جون کو ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر عبدالخالق حلقہ پنجاب شمالی (اسلام آباد) کے لئے عازم سفر ہو گئے۔ (رپورٹ : طارق محمود)

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی گوجر خان اُسرہ نمبر ۲ کے نقیب چوہدری محمد امین کے بہنوئی چوہدری ولایت حسین قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ رفقاء واحباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دعائے صحت

ڈی آئی خان کے رفیق تنظیم محمد صادق بھٹی کے عزیز کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ انہوں نے صحت یابی کی دعا کے لئے درخواست کی ہے۔

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام
عریانی و فحاشی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام چوک گوجر خان میں ایک احتجاجی مظاہرہ ہوا جس میں تمام علماء دین گوجر خان' مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس کے لئے رفقاء تنظیم نے ایک ہفتہ قبل ملاقات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ تمام مساجد میں جمعہ کے خطبہ میں ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی و فحاشی اور ماری اسٹوپس کمپنی کے خلاف قرارداد منظور کرائی گئی۔

مظاہرین دفتر تنظیم اسلامی سے گزرتے ہوئے چوک گوجر خان میں اکٹھے ہوئے جہاں دوسری جماعتوں کے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔

مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے کارکن رشید عالم نے ماری اسٹوپس اور NGo.s کے تحت کام کرنے والی خواتین کے بارے میں بتایا کہ اپنے مفاد کی خاطر پچاس ہزار سے تین لاکھ تک تنخواہ وصول کرتی ہیں اور اس ملک میں بہبود آبادی کے نام پر عریانی و فحاشی کو ہوا دے رہی ہیں۔ ناظم حلقہ شمالی پنجاب جناب شمس الحق اعوان صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج مسلمانوں کے دلوں میں سے اللہ اور رسول ؐ کی محبت نکالنے کے لئے۔ یہودی سازش کے تحت ملک میں عریانی و فحاشی کو کلچر کا نام دیا جا رہا ہے۔ ارض پاکستان کو بے شمار چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ہمارا معاشی و سیاسی نظام مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اغیار ایک ناکام ریاست کا مژدہ سنا چکے ہیں۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ یورپ کی طرح یہاں بھی مرد و زن کو پوری آزادی دی جائے۔

اس کے بعد تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر مشتاق حسین نے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب پاکستان فیصلہ کن دوراہے پر حوالہ دیتے ہوئے باطل قوتوں کی پاکستان مداخلت پر سخت احتجاج کیا۔ دعا کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : زیڈ۔ اے عباسی)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے
زیر اہتمام ماہانہ دعوت فورم

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام ماہانہ دعوت فورم ۱۶ جون کو "انقلاب محمدیؐ اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر جلسۂ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس کی صدارت میجر جنرل (ر) ایم ایچ انصاری نے کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ نبی اکرمؐ نے جو انقلاب برپا کیا ہے اس کی پہلی کامیابی کی شرط یہ تھی کہ قیادت صادق و امین تھی اور شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ نبی اکرمؐ نے جو کہا وہ خود کر کے دیکھایا اگر کسی مسجد کی تعمیر کا وقت آیا تو خود پتھر اٹھائے جنگ کے موقع پر اگر خندق کھودنے کا کام ہو تو اس میں بھی حصہ لیا ہماری اولین ذمہ داری یہ ہے کہ آپؐ سے اسوہ حسنہ حاصل کرتے ہوئے ملک کے لئے ایسے صالح افراد منتخب کریں۔ اگر آپ خبیث لوگ منتخب کریں گے تو ملک و قوم کا بیڑا غرق ہو گا۔ حافظ شفیق الرحمن صاحب نے فرمایا کہ ہمارے موجودہ نظام تعلیم نے نوجوانوں کو قرآن و سنت اور نبی اکرم ﷺ کی شخصیت جو ہمارے لئے نمونہ بن سکتی تھی اس سے دور کر دیا۔ یہ انگریز نے جان بوجھ کر کیا۔ انہوں نے چرچ بنائے اور اس کے گرد سکول تعمیر کئے ایسے ماحول میں کس طرح تعلیم یافتہ نوجوان دین و مذہب کی طرف آئے۔ نیا نصاب اور نیا نظام تعلیم لانے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے انقلاب محمدیؐ پر روشنی ڈالی انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے دعوت و تبلیغ ۱۳ سال مکہ میں کی انہوں نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ تربیت و تنظیم کے مرحلے پر گزر کر مدینہ میں صرف دعوت و تبلیغ پر انحصار نہیں کیا' بلکہ مسجد نبویؐ کی تعمیر' آس پاس کے قبائل کو حلیف بنایا۔ یعنی قریش مکہ کو سیاسی طور پر تنہا کیا اور معاشی ناکہ بندی اس کہ قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کے راستے مخدوش جس کے نتیجے میں غزوۂ بدر ہوا اور احد و خندق کی ہوئیں۔ بالآخر ۱۰ سال کی سخت محنت شاقہ کے نتیجہ میں ہوا۔ (رپورٹ : فیاض اختر میاں)

ضرورت رشتہ

باپردہ صوم و صلوۃ کی پابند دوشیزہ' عمر ۲۶ سال ی' ایم اے اسلامیات' الہدیٰ ادارے کی تحصیل یا ٹیچر کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی نہیں۔ دینی جدوجہد کے لئے کوشاں تعلیم یافتہ افر کریں۔ فوجی آفیسرز کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ : ۸۴۴/۱۲ علی روڈ' مغل آباد'
راولپنڈی کینٹ' فون : ۵۱۹۴۵۶

سرکاری گزیٹڈ آفیسر کی ۱۸ سالہ بیٹی' تعلیم انٹرمی نستعلیق شخصیت کی حامل کے لئے مناسب تعلیم یافتہ' روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہ

رابطہ فون : 521665 (0438)

Affiliated with : Board of Intermediate & Secondary Education

Recognised

قرآن کالج
اف آرٹس اینڈ سائنس

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون: 5833637 فیکس: 5834000

عصری ضرورتوں اور دینی تقاضوں سے مطابق ایک مثالی درس گاہ

Regular Classes for
I.C.S/I.Com./F.A (Arts and Gen.Sc)/B.A

Last date for Application : Aug.4, 2000

Interview : Aug. 5, 2000 at 9.00 am

☆ غیر تجارتی بنیادوں پر قائم واحد ادارہ ☆ جدید سہولتوں سے آراستہ وسیع و عریض بلڈنگ ☆ جدید ترین لیب میں کمپیوٹر کی لازمی تعلیم ☆ ماہر اور تجربہ کار فیکلٹی ☆ ہاسٹل کی سہولت ☆ تعلیمات قرآنی اور عربی گرامر کی اضافی تدریس

K-433 ماڈل ٹاؤن میں طالبات کے لئے قائم کردہ معیاری درسگاہ
قرآن کالج فار گرلز میں بھی FA سال اوّل میں
داخلے جاری ہیں' رابطہ ناظم کالج (فون: 03-5869501)

ڈاکٹر اسرار احمد